اوم

जीवनचरित्र

یعنی

سوانح حیات روپہ بھوانی

المعروف

شری الک صاحبہ

سموت ۱۹۹۴

در مطبع مرکنٹل پریس سرینگر چھپا

قیمت ۴۰/

شری کرشنائے نمہ

بھگتوں ہم کو آس ہے فقط تیرے در سے
نہ کام اُن کو بحر سے مطلب نہ بر سے ہے
نہ سیم سے لگن انہیں الفت نہ زر سے ہے
اک درشنوں کی دھن انہیں جان و جگر سے ہے
شری کرشن دینا ناتھ جی مجھ پر دیا کرو
درشن دیا کرو سوامی ہم پر کرپا کرو

ارجن کو اپنی لطف سے دکھلا دیا جمال
اگیان دور کر دیا تو نے کیا کمال
دیدار دلپذیر سے اسکو کیا نہال!
بارے غریب کا ذرا کچھ پوچھ آ کے حال
شری کرشن دینا ناتھ جی مجھ پر دیا کرو
درشن دیا کرو سوامی ہم پر کرپا کرو

اوم

دیباچہ

پیشتر اس کے کہ نفس مضمون کیطرف رجوع لایا جائے ۔ یہ ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ کہ وادئ کشمیر کے متعلق بھی چند سطور رقم کیجائیں ۔ کیونکہ جب تک اس پوتر بھومی کے مختصر حالات سے ناظرین کو آگاہ نہ کیا جائے ۔ تب تک مضمون کا سلسلہ قایم رہنا قرین محالات سے ہے ۔

پراچین کال سے یہ بات چلی آئی ہے ۔ کہ کشمیر کا نام کشپ رشی کی جائے رہایش) تھا ۔ کشمیر منڈل ہیں مرغزاروں اور پھلواڑوں کی بہتات ہے ۔ ان مرغزاروں کا ہر گوشہ چشموں اور ندی نالوں سے سیراب ہے ۔ اگر سچ پوچھا جائے ۔ تو وادئ کشمیر دنیا کے پردے پر صحت بحالی حاصل کرنیکا ایک نایاب نسخہ ہے ۔ بقول شاعر ہے سہ

ہر سوختہ جانے کہ بکشمیر در آید ۔۔۔ گر مرغ کباب است باپر و بال بر آید

کشمیر جنت بے نظیر ہے ۔ یہ تو ایک عام کہاوت ہے ۔ قبل از مسلم حکومت کے کشمیر میں ہندوؤں کا ستارہ اقبالمندی عروج پر تھا ۔ اس چھوٹی سی وادی کے ہر سمت میں اونم استھاپن ہا اور تیرتھوں کی فراوانی تھی ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ یہاں بہت سے عابد اور رشی گذرے ہیں ۔ جن کے کمال کی شہرت ہما آکاش (عرش عظیم) تک پہونچی ہے ::

تمہید

ہر ایک تیرتھ پر کبھی نہ کبھی مرتاض رسادھوؤں نے اپنی ریاضت کے ایام ضرور گذارے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ کشمیر سادھوؤں کی مادر مہربان رہا ہے۔ جسکی گود میں نامی گرامی سادھوؤں نے پرورش پاکر چہار دانگ عالم میں اپنی ریاضت اور روحانی عظمت کے ڈنکے بجادئے ہیں۔ ع۱ کھیر بھوانی میں پنڈت شام سندر کول صاحب۔ کھریو میں شری للہ شوری صاحبہ رلل عارفہ) ع۳ تر سندھیا رانگل گنڈ) پنڈت ہرنا کاک صاحب۔ رشی میں پنڈت نند کاک صاحب رعرف پرمانند)۔ چکریشور ہاری پربت میں پنڈت کرشن جوکار صاحب و پنڈت رشی پیر صاحب وغیرہ۔ ایسے عابد اور مرتاض جلوہ گر ہوئے۔ جن کے جیون چرتر اور نمونہ کلام سے ہندو عوام بالخصوص اور دیگر باشندگان کشمیر بالعموم روشناس ہیں۔ انہی قابل فخر ہستیوں کیطرح کشمیر میں ایک نامی گرامی مرتاض پنڈت مادہو جو در بھی ہو گذرے۔ ان کا جیون چرتر ابھی تک پبلک کی نظروں سے اوجھل تھا۔ حالانکہ آپ کی گھور تپسیا کا آپ کو یہ پھل ملا۔ کہ جگت امبا کو خود ان کے ہاں جنم لینا پڑا۔ اور سنسار میں شری الک صاحبہ کے نام سے موسوم ہوکر عقیدتمندوں کو اپنی جلوہ آرائیوں سے کرتار تھ کیا۔ لیکن یہ امر بے حد افسوسناک ہے۔ کہ آج تک کسی ایک بھی عقیدتمند کو بھگوان نے اتنی توفیق عطا نہ کی۔ کہ وہ شری الک صاحبہ کے *
ٹرسٹ [illegible] کے قایم ہونے پر خاکسار کو شوق دامنگیر ہوا۔ کہ شری بھوانی کے سوانح حیات کو منصہ شہود پر لایا جائے۔ نیاز مند کو کافی کاوشوں کے بعد ایک فارسی منظوم دستی نسخہ مصنفہ پنڈت سمسار چند در مرحوم بہ تخلص کاران جسکی نقل بذریعہ

* [illegible] اب شری الک صاحبہ

پنڈت کرشنہ جو در ممبر ٹرسٹ حاصل ہوئی۔ حسب لیاقت جسکا ترجمہ مع دیگر
ایزادیوں کے شری الک صاحبہ کے عقیدتمندوں کے لیئے ان سطور میں درج کیا جاتا
ہے۔ امید کیجاتی ہے۔ کہ ناظرین با تمکین خاکسار کے ارمغان عقیدت کا جیسے "سوانح
عمری شری الک صاحبہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے" دلچسپی سے مطالعہ کریں گے
معتقدان شری الک صاحبہ جی سے توقع کیجاتی ہے۔ کہ وہ جہاں اس کتاب
کا خود مطالعہ کرینگے۔ وہاں اپنے دوستوں عزیزوں، اور رشتہ داروں کو بھی شری الک
ایشری صاحبہ کے سوانح حیات کا مطالعہ کرنے کے لیئے پریرت کریں گے۔ ایسا کرنے
سے جہاں وہ اپنی عقیدت کا بدیہی ثبوت پیش کریں گے۔ وہاں نیازمند مصنف کی بھی
حوصلہ افزائی بھی ہوگی۔ نیازمند نے متعدد اوراق پریشان کو جمع کرکے انہیں اپنی ٹوٹی
پھوٹی زبان میں یہاں درج کردیا ہے۔ اس لیئے زباندان ہمیں معاف رکھیں۔ اگر
اس میں کچھ غلطی نقائص موجود ہوں۔ نیازمند نہ ہی کوئی مصنف ہے۔ اور نہ ہی کوئی
زباندان۔ البتہ خاکسار شری الک صاحبہ کا ایک ناچیز خادم ہے۔ اپنی ٹوٹی شردھا
کے پھول نیازمند کو یہ پستک ہدیہ ناظرین کرنے کی جرأت ہوئی ہے۔

ورنہ ہیچ آنم۔ کہ من دانم ÷ خاکسار۔ اذنے اسیوک

منشی روگھناتھ در

ॐ
पं मादपजोदर
रूप भवानी

شری گنیشائے نمہ

پرنمم گنپت گنیشور کو نمسکار
تینتیس کوٹی دیوتاؤں کا یہ سردار
بظاہر شکل و صورت سونڈ آکار
بہر صورت یہی چیتن سکھم روپ
سری سوامی جی اب مجھ پر دیا کر
وگن ہرتا سدا بھی دنیا بھر کار
جگت ندپی چراچر کا یہ آدھار
حقیقت میں سنسکرت کا یہ اومکار
جھلک اسکی زمیں سے تا فلک دھوپ ؏
کہ ہو پوران خیال خاص دلبر

ظہور شری الک صاحب

بھگت مشہور منشافی خاندان در
بااسم خاص مادھو در بہ کرّوفر
نہی پیز کرم کو جانا تھا ہری کو وہ
بہ دھرم و کرم میں مشہور تھا وہ

تقریباً تین سو سال کی بات ہے - یعنی خاندان مغلیہ کے عہد میں کشمیر ایک مسلم گورنر کے ماتحت تھا - اس زمانے میں پنڈت مادھو در ایک مشہور مرتاض گذرے ہیں - وہ ہمیشہ بطواعف امہ یمی پریمت جایا کرتے تھے - پرلے درجے کے گرہستی سادھو تصور کئے جاتے تھے - بارگاہ الہٰی میں آپ کی عبادت قبول ہوئی - چنانچہ ایک روز جب پو پھٹے آپ پریم کے آنسوؤں بہانے میں مستغرق تھے - آپ کو یکایک دیوی کے درشن ہوئے - ساکشات دیوی کو اپنے سامنے دیکھ کر آپ خود کو بھول گئے - اور اس عالم نورانی میں پنڈت جی کی مسرت کی حد نہ رہی - دریا میں مستغرق ہو گئے - آخر جگت امبا نے بنج کرپا سے اسکی طرف مخاطب ہو کر یوں گوہر افشانی کی -

شری الیشوری گفتش ای دلپذیر بخواہ آنچہ داری مراد ضمیر

؏ دھوپ بابت ورق شعر: سورج -

بریں طاعتِ تو شدم شادتر ۔ بویرانہ باشی تو آباد تر!

مطلب یہ کہ اے دلپذیر تمہاری اس عبادت سے میں بہت خوش ہوئی ہوں ۔ تو اپنی دلی مراد ظاہر کر یہ سنکر پنڈت جی کو کچھ ہوش آئے ۔ اور دیوی تعظیم بجا لائی ۔

اب سے ایشوری کو سر جھکا کر ‖ زباں اسطرح کھولی پھر توتا پر

جگت جننی کہے ماتا بھوانی ‖ اگر مجھ پر تیری ہے مہربانی

میری دختر تو ہو اب آشکارا ‖ کھلیگا میرے دل کا باغ سارا

دیوی نے ایومست एवमस्तु کہکر یوں دُرفشانی کی:۔

میری بارگاہ میں تیری التماس ‖ قبول اب ہوئی سُن کہ اے حق شناس

تیری ہاں میں ہو جاؤں کنیا سروپ ‖ جگت میں رہیں گے چرتر انوپ

رکھو نام میرا بروز زماں ‖ کہ روپ بھوانی باسم گراں

نہاں سے کہ ہو جاؤں اب میں عیاں ‖ رہوں تا بصد سال اندر جہاں

یہ کہکر سری ایشوری اور شٹ ہو گئی ۔ پنڈت جی یہ اچنبھا دیکھہ کر بہت حیران ہوئے ۔ اور خوشی کے مارے جاموں میں پھولے نہ سمائے ۔ اُس دھیان کو دل میں لیکر اپنے گھر روانہ ہوئے ۔ مدت مقررہ کے بعد ان کے ہاں ایک حسین و جمیل لڑکی چودھویں چاند کیطرح کمال آب و تاب سے جلوہ آرا ہوئی ::

سنہ پیدائش

۱۶۸۱

بسنہ سولہ سو اکاسی لیمال ‖ کہ ظاہر ہوئی ماہ فرخندہ فال

چمکنے لگا خاندانِ دُراں ‖ ہوئے شادماں سارے خورد و کلاں

مبارک ہو برکت بادھو دری ‖ کہ دختر ہوئی شارسکا ایشوری

جات کرن ، نام کرن سنسکار !

اب پنڈت جی کے گھر شادیانے بجنے لگے - خوشحالی و شادمانی کا دور دورہ رہا -
ہر دن عید اور ہر شب شب برات کا منظر پیش کرتی تھی - پنڈت جی نے تجوریوں کے منہ
کھولے - اور غربا و مساکین میں خیرات تقسیم کی - ایک روز ساعت سعید پر دختر نیک اختر کا
جات کرن و نام کرن سنسکار بموجب شاستر تزک و احتشام سے انجام لایا - اور روپ
بھوانی آپ کا اسم مبارک قرار دیا گیا - انکا جسم مبارک بقعۂ نور سے کم نہ تھا مثل ہلال کے
بڑھتی جاتی تھی - بوڑھے ماں باپ اور تمام خاندان انکو دیکھ کر اپنے جیون کو سپھل مانتے
تھے - ان کا دنیاوی رتبہ اور اقبال بڑھتا گیا پنچتوی شلوک - سنسکرت :-
رہوہ دبیدرہ کدلو دیہ بودہ سمہہ) کے ان کا عالم طفولیت گویا فکر و غم کے ہاتھی کیلئے مجسم شیر تھا

تین سال کی عمر میں معجزہ

ان کے نت نئے کھیل اور توتلی زبان منوہر ہوتی تھی - والدین اور خویش و بیگانہ کے
پژمردہ دلوں کو شگفتہ کرنے کی موجب بنتی تھی -

شری شمبھو مہاراج کے درشن :- جب تیسرے سال میں مبارک شیو راتری کا مہوتسو
قریب آیا - تو سری الک صاحبہ نے اپنے ماں باپ سے پوچھا - آجکل یہ صفائی وغیرہ
کیوں ہو رہی ہے - ہر طرف لوگ خوشیاں مناتے نظر آتے ہیں - اسکا کیا باعث ہے -
پتا جی بولے - یہ شیوراتری کے دن ہیں - کل رات کو پوجا انجام دینا ہے - ظاہری
طور اسکا مطلب بھی سمجھایا - لڑکی سنکر خاموش - دوسرے روز جب پوجا کی گئی -
بھینٹ چڑھانے کا اوسر پہنچا - تو سری مہاراج معہ اپنے بیتال بھیرو ہاتھ بڑھاتے
ہوئے پرتکش ظاہر ہوئے - گھر میں اجالا ہی اجالا ہو گیا - یہ اچنبھا دیکھ کر ان کے پتا جی

عالم مسرت میں لوٹنے لگے۔ اور اپنے کو سراہنے لگے کہتے ہیں۔ کہ پوجاری تو پہلے درشن سے محروم رہا۔ بعد میں جگجان کی مہربانی سے فیضیاب ہوا ؛

پانچویں سال کا معجزہ

ایام طفولیت کی بیشمار منوہر داستانیں اگر بالتشریح سلسلہ وار درج کیجائیں۔ تو دفتروں کی ضرورت ہے۔ تاہم نمونہ کے طور پر چند ایک ادنیٰ کرشمے بھگتوں کی پیاس بجھانے کے لئے درج کئے جانے ضروری معلوم ہوتے ہیں۔

پیر پنڈت صاحب رلیشہ پیر سے ملاقات

پیر پنڈت صاحب کی داستان عبادت اور ان کے کشف و کمالات سے ہر فرد بشر کیا ہندو کیا مسلمان بخوبی واقف ہے۔ پھر بھی ناظرین بانکیں کے لئے چند واقعات حوالہ قلم کئے جاتے ہیں۔ پنڈت صاحب ملا آخون ... کے ہمعصر تھے۔ ایام طفولیت میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ بیوہ ماں نے پرورش کی۔ بچپن سے ایشور بھگتی میں مگن رہنے لگے۔ جوانی میں ایسی کٹھن تپسیا کی۔ یعنی بارہ سال پیروں سے چلنے کی بجائے گھٹنوں کے بل چلکر ہاری پربت کا طواف کرتے رہے۔ جس کے بعد آپ کو پرکشیں دیوی کا درشن حاصل ہوا۔ اور ان کے حکم سے اوتم سروپ پنڈت کرشنہ جو سادھ جو ان دنوں ایک مستور عارف شمار کئے جاتے تھے۔ کو گرو دھارن کیا۔ بعد میں پیر صاحب نے گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور اپنی کٹیا واقعہ عالیکدل میں تپسیا شروع کی۔ اور اسقدر کمال حاصل کیا۔ کہ سب سے گوئے سبقت لے گئے۔ اور درویشوں سے زر نیاز

لینا شروع کیا۔ ان کے معجزے اور کشف و کمالات کا ہر کوئی شخص قائل ہوا۔ انہوں نے ماہ بیساکھ میں زرنیاز لینے کا دن (سری پنچمی) مقرر کیا تھا۔ ایک دن عشری الک صاحبہ نے باپ سے دریافت کیا۔ کہ آج سب لوگ خورد و کلاں کہاں جاتے ہیں۔ باپ نے مفصل بیان کیا۔ اور اس لڑکی کو بھی بذریعہ خاص خادم روانہ کیا۔ پیر صاحب چاول کے پھول بطور تعویذ تقسیم کرتے تھے کچھ پھول اس لڑکی کو بھی دیدئے گئے۔ لڑکی بے تحاشا بزبان کشمیری بولی۔ کہ "چھرا پینیے یہ ہونا وجن گئی۔ آخر دراک لایہ گرو" یہ سنکر پیر صاحب کے ہوش اڑنے۔ یوالپسی بزبانِ کشمیری جواب دیا۔ کہ "ژہ منڈِ آسہہ تیی شوشر"۔ جب غور سے دیکھا۔ تو نادم ہوکر چپ ہوئے۔ اور آہستہ بولے۔ خیر یہ دیوی کی اچھا تھی۔

بھوانی صاحبہ کی شادی

جوں جوں لڑکی بالغ ہوتی جاتی تھی۔ توں توں اسکی صورت اور سیرت دونوں ارباب نظر کے لئے سامان کشش پیدا کرتی گئیں۔ ان دنوں صغر سنی کی شادی عام تھی لڑکی سات سال کی ہوئی۔ پتاجی کو سخن بندی کی فکر دامنگیر ہوئی۔ بہت کوشش کی۔ مگر بے سود۔ آخر الک صاحبہ سے ہی اس کے متعلق پرارتھنا کی۔ اسی کے اشارے ایک سفری محلہ میں۔ سفری خاندان میں انکی نسبت قرار دیگئی۔ کارخیر کا انتظام ہونے لگا۔ رسم شادی بڑے پریم اور خاندانی شان سے انجام لایا گیا۔ اس کی تفصیل دینا باعث طوالت ہے۔ افسوس سفری خاندان کا نام نہ تحریری ملتا ہے۔ نہ زبانی کسیکو یاد ہے۔ (مصنف)

ساس کا حسد۔ تیسرا معجزہ۔

قدرت کا کھیل۔ اسکی ساس اصلی راز سے ناآشنا تھی۔ اتفاقاً کسی روز میکے سے ایک دیگچہ کھیر

فوبد کے طور پر موصول ہوا - اسکی خوشدامن کو کھیر کی مقدار کم ہونے کے باعث اسے تقسیم کرنے میں شرم محسوس ہوئی - بار بار جلی کٹی سنائی گئی - [جیسا کہ ہماری اکثر ماتاؤں کا شیوہ ہے -]

اقتباس تقریر

نہ در ان کا دیکھا بجز کروفر ۔۔۔ ہمیں رکھتے رسم جہاں در نظر
کیا جب کہ یوں گفت گو پُر ملال ۔۔۔ ہوا رنج دل ماہ آذر ملال!

خوشدامن کی ناخوشگوار تقریر پر بھوانی بہت نادامن ہوئی - اور مجبور ہو کر ماتا جی سے یوں پرارتھنا کی - سہ نذر کھیں یہ ابرو نہ کم ہائے ہو - کہ بہتر نہ ہوگا تری گفتگو - اور کہا - کہ یہ میری رومال دیگچہ پر رکھ کر کھیر تقسیم کیجائے - چنانچہ ساس نے ایسا ہی کیا جملہ اعزا و اقارب خاص و عام میں کھیر تقسیم کی - تقسیم کر چکنے کے لیے دیکھا تو برتن بھرا ہوا ہے - پھر اسے بیدردی سے بانٹنے لگی - مگر دیگچہ نہ خالی ہونا تھا نہ ہوا - آخر تھک کر ہار مانی - اور بہو کے متعلق قسم قسم کے شبہات کو دل میں جگہ دینی شروع کی - چنانچہ ایسی اُدھیڑ بن میں اُسے کھیر میں سے خود کچھ کھانا بھی یاد نہ رہا - بد قسمت - شری بھوانی نے خود دیکھا - اور رومال واپس لی - رومال اُٹھاتے ہی برتن خالی ہوا - خوشدامن یہ دیکھ کر اور بھی حیران رہی ::

چوتھا معجزہ

جب بھوانی نے اس برتن کے بھیجنے کا انتظام نہ دیکھا - تو دوسری صبح خود دفعتاً پیر چلی گئی - اور اس دیگچہ پر پانی سے کچھ حروف لکھ کر دئے - سوکل دریا کے حوالہ کیا - اور ہدایت دی - کہ پنڈت مادھو جو صاحب کے گھاٹ ریارہ بل پہنچا دینا - جہاں وہ سندھیا کرتے ہونگے - حکم کی تعمیل ہوئی - پنڈت صاحب سندھیا کر چکے تھے -

تو دیکھا کہ دیگچہ پارہ پل کیطرف آرہا ہے۔ پہچان لیا۔ مگر حیران ہوئے۔ دیگچہ پکڑ لیا۔ جسمیں تھوڑی کھیر نوید کے لئے موجود رکھی گئی تھی۔ بڑی پریم سے نوید کے برتن لے آئے۔ اس واقعہ سے اُسکی ساس کے دل میں اور بھی جلن پیدا ہوئی۔ اور رجنیال خود ان معجزوں کو سوائے سحر سازی کے اور کچھ تصور نہ کر سکی۔

بھوانی کا میکے جانا

کچھ مدت کے بعد جب بھوانی باپ کے ہاں چلی گئی۔ اگرچہ باپ اُسکو چودھویں چاند سے بڑھ کر مانا کرتا تھا۔ اول پُرسی کے بعد اسطرح دیگچہ بھیجکر انکشاف راز کے ارتکاب پر ناراض ہو گئے۔ بھوانی نے جواباً سارا حال کہہ سُنایا۔ اور ساس کی بدزبانی کا ماجرا ہوبہو بیان کرتے ہوئے آئندہ اس قسم کی کارروائی سے باز رہنے کا یقین دلایا۔ چنانچہ پنڈت جی جواب سُنکر خاموش ہو گئے۔

پانچواں معجزہ

خاندان سپریاں کا کل پروہت سرگباش ہوا تھا۔ کسی خاص روز اسکا بیٹا اپنے باپ کے عوض انصرام فرائض مذہبی ان کے ہاں آیا۔ وہ کا ٹھا کٹا نوجوان تھا۔ مگر علم و ہنر سے بے بہرہ تھا۔ بوجہ روز کلاں کے اور بھی برہمن مدعو ہوئے تھے۔ جنہوں نے اس لڑکے کی خوب ہی ہنسی اُڑائی لڑکا شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا۔ آنسو ٹپ ٹپ آئے۔ اور بغیر بھوجن کئے ہی بھاگ نکل آیا۔ مگر راہ میں رتھے شہمت اصحن میں ہی شری بھوانی سے دوچار ہوا۔ جنہوں نے اُسکی ایسی دردشا دیکھ کر استفسار کیا۔ مگر جواب بغیر خاموشی اور آنسو بہانے کے اور کچھ نہ ملا۔ بھوانی کے اصرار پر گردھر جی نے سارا ماجرا بیان کیا بھوانی نے تشفی دیتے ہوئے فرمایا۔ آپ فوراً اشنان کر کے آجاویں۔ اور یہاں

کھیر کا ہی نوید کریں۔ تو بیشک آپ واچسپتی کے سمان بن جائینگے"۔ برہمن دیوتا نے ایسا ہی کیا۔ انکی صاحبہ کے کرپا سے وہ ایک ودیا شاستر دان۔ عالم بیارت ہوگیا۔ علاوہ اس کے علم نجوم میں بھی مشہور زمان ہوگیا۔

شعر:۔ ہوا علم تنجیم میں نامدار ۔ بھوانی ہوئی رہبر برگزیار

یہ سب دیکھ کر وہ سب برہمن مُنہ تکتے رہ گئے۔ اور سری بھوانی کی مہانتا سراہنے لگے:۔

خسر خانہ کی خدمتگزاری اور اسکا صلہ

گزارا اسقدر عرصہ بخاطر خاص خوشدامن ؛ بپا ایستادہ سیوا میں بمثل داس خوشدامن بھوانی نے ساس اور اہل خسر خانہ کی سیوا میں تقریباً پانچ سال گزارے۔ ان کی عظمت مہانتا اور معجزوں کا شہرہ چاردانگ عالم میں پھیل گیا۔ برہمن لڑکے کی ہنرمندی کا محیر العقول واقعہ جہاں شری الک صاحبہ ایشری کی شہرت میں چار چاند لگانے کا موجب ہوا۔ وہاں انکی ساس کی چلن میں اضافہ کرنیکا بھی باعث ہوا۔ اگرچہ شری دیوی جی ساس کو خوش رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتی تھیں۔ لیکن ساس تھی۔ کہ اسکی حسد کی آگ تیز ہوتی گئی۔ بقول شاعرے:۔

بہ تعلیم خوشدامن بے نصیب ـ بہردم بخاطر نوازی قریب

شب و روز دربند فرمان او ـ بدل بود دل جوئے او موبمو

جو ال ایشری بود فرماں گذار ـ بخوشدامن خویش۔ خویش و تبار۔

اڈو یوگیاں را بود رہبری ـ کہ نور تجلی بذات پری

زمن باد بر ذات او صد ہزار ـ نمسکار ہا دست بستہ نثار

بھوانی کا ہاری پربت جانا اور اُسکا انکشاف

قضا چوں شود برخلافِ مراد — کہ بر تشنہ دریا شود نامراد

چونکہ شری الک صاحبہ علی الصبح حسب دستور ہمراہ دیگر مستورات محلہ بطواف
ہری کوہ جایا کرتی تھیں۔ وہاں پہنچکر مثل عوام پوجا وغیرہ کیا کرتی تھیں۔ بقول شاعر۔
بمصداق ادھیائے سوم شری گیتا شلوک نمبر ۲۱۔

यद्यदाचरति श्रेष्ठस्तत्तदेवेतरो जनः।
स यत्प्रमाणं कुरुते लोकस्तदनुवर्तते॥२१॥

پرستش نمودے کہ چوں دیگراں — پے طاہری کارگاہ جہاں
کہ تا ہر یکے میل طاعت کند — بطاعت قبول سعادت کند

اسیطرح سالہا گذر چکے تھے۔ اتفاقاً ایک روز اسکی ساس کو ہاری پربت جانیکا
راز معلوم ہوا۔ اس خبر نے اسکے زخموں پر نمک پاشی کی۔ مکر و فریب کا عجیب و غریب
منصوبہ بنا کر اپنے معصوم لڑکے کو پٹی پڑھانی شروع کی۔ اور اُسے اپنی بیوی سے
بدظن اور بددل کرنے میں کامیاب ہوئی۔ وہ بیچارا ماں کے مکر و فریب سے بےخبر
تھا۔ چنانچہ عدم واقفیت کے باعث سے اپنی رفیقہ حیات سے بدظن ہوا۔
اور اگلے روز جب شری دیوی جی ہاری پربت کے طواف کو گھر سے روانہ ہوئیں
تو اُن کا پتی دیو بھی خفیہ پولیس کے کارندوں کیطرح ان کے پیچھے روانہ ہوا۔ شری
الک صاحبہ بہمراہ دیگر مستورات ہاری پربت روانہ ہوئیں۔ اور بہ کرم کرتے
کرتے کیچھری بل پہونچگئی۔ روشن ضمیر بھوانی کو معلوم تھا۔ پیچھے جو مڑ کر دیکھا۔ تو

پورنا درکو حاضر پایا۔ اتنے میں بھوانی نے شکتی سے ایک لمبا چوڑا دریا پیدا کیا۔ اور ایک شیر دہاڑتا ہوا موجود ہوا۔ آپ اسپر سوار ہوگئیں۔ اور سوامی جی سے یوں مخاطب ہوکر پرارتھنا کی۔ کہ آپ بھی اسپر براجیے۔ تاکہ دونوں دریا پار اتریں۔ مگر سوامی کے دل پر ماں کی سیاہ دلی کا عکس لگ چکا تھا۔ تعمیل سے انکاری ہوا۔ بھوانی پھر بولیں۔ کہ اس نادر موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیجیئے۔ خیر اس کے ساتھ یہی تلقین کی۔ کہ اس راز سے اپنی مادر مہربان کو آگاہ نہ کرنا چاہیئے۔ انکشاف حقیقت باعث زوال ہوگا۔ وہ بدنصیب بولا بس یوں جواب دہ ہوا۔ کہ مجھے ماں نے تمہاری اس سحر سازی سے پہلے ہی آگاہ کیا تھا۔ اب بچشم خود دیکھا۔ مرا اس سے کہنے کے بغیر نہ رہونگا۔ یہ کہکر جب اس نے گردن اوپر کی۔ نہ تو شیر تھا۔ نہ پانی۔ حیران ہوا۔ اور گھر کا رخ کیا۔ آہ! وہ قسمت کا مارا۔ گھر پہونچکر اس نے ماں سے تمام رویداد صاف صاف کہدیا۔ اتنے میں اسکی ماں نے اس معصوم اور پاکیزہ دیوی کی نسبت حسد اور مکر کا جال پھیلاکر منصوبے باندھنے شروع کئے۔ محلے کی عورتیں جمع ہوگئیں۔ اتنے میں بھوانی بھی پہونچ گئی۔ جب اس نے اپنی ساس کے مکروفریب کا پھیلاو دیکھا۔ تو خاموش ہوگئیں۔ مگر کہاں تک خاموش رہتی۔ ساس کے غیرموزون الفاظ سنکر بھوانی کو غصہ آہی گیا۔ چنانچہ آپنے سپرو خاندان کو بددعائیں دیں۔ اور آپ پدرخانہ روانہ ہوئیں۔ جہاں سے آپ کبھی واپس سسرال نہ آئیں:

بھوانی کا ترکِ دُنیا کرنا

نظم گو پدر بھوانی پائے بر فرقِ جہاں چوں زد ؛؛ نہ والد یافت در رہ رہبری ہم و وشت و در اگرچہ بھوانی گہرے سوچ میں رہتی تھی ۔ ان کے والد ستراض پنڈت مادھو جو در جو راز ازل سے آشنا تھے انہوں نے اپنی نور چشمی (بھوانی) سے اس بے مطلب آمد کا باعث پوچھا بھوانی نے تمام ماجرا سر تا پا مفصل طور بیان کیا ۔ اور حقیقی راز کیطرف بھی اشارہ کر دیا ۔ اور تارک الدنیا ہونا بھی یوں ظاہر کیا ۔ نظم :۔

کنوں حرفِ طاعت بدنیا شوم ؛؛ قدم در رہِ بے نیازی نہم

یعنی پدر مہربان سے پرارتھنا کی ۔ کہ کرپا کر کے راہ حقیقی میں رہنمائی فرماویں ۔ پتا جی یہ سنکر شاد تو ہوئے ۔ مگر ساتھ ہی جگر گوشہ کی جدائی کے خیال سے کلیجہ مسوس کر رہ گئے ۔ مگر اب کیا ہوتا ۔ وعدے دے چکے تھے ۔ آپ نے مختصر الفاظ میں پتری کو اپدیش دیا جس کے بعد بھوانی نے باپ کے گھر میں رہ کر تپیا شروع کی ۔ گھر کے سب خورد و کلان آپ کی سیوا میں تن من سے رہے ۔ یہاں انہوں نے ۱۲½ سال گزارے ۔ ان ایام میں در خاندانی کا ستارہ روز افزوں چمکنے لگا ؛؛

باپ کا گھر ترک کر دینا :۔ بھوانی لیل و نہار اپنے کام میں مشغول رہا کرتی تھی اتفاقاً کسی روز گھر کی کوئی عورت بہت سویرے جاگی ۔ اور بھوانی کے کمرے سے سینکڑوں چراغوں کی روشنی باہر نکلتے دیکھی ۔ اسے آگ تصور کرتی ہوئی اس کے منہ سے "آگ آگ" نکلا ۔ چنانچہ دروازہ کھولا گیا ۔ مگر وہاں نہ روشنی تھی ۔ نہ آگ ۔ عورت شرمندہ ہو کر سہم ہی گئی ۔ بیوقت دروازہ وا کرنے سے انکشاف راز ہوا ۔ روشنی کیا تھی ۔ عرفان کا نور جھلک رہا تھا بھوانی کی

اگنی جل رہی تھی - روحانی عظمت کا سورج آب و تاب سے ضو پاشی کر رہا تھا - جسے وہی اگ ہی سمجھ سکتے ہیں - جنہیں بھگوان نے اسرار نہانی کو سمجھنے کی توفیق دی ہو - اگلے روز اس کمرے میں بغیر کھیہ اونم جٹا کے کچھ بھی نہ پایا گیا - پتاجی اور اہل خانہ بہت پچھتائے - ہر طرف تلاش ہوئی - آخر کچھ مدت کے بعد بمقام اونتہ شن متصل ننگام پتہ چلا - یہاں پر ایک روایت یہ بھی ہے - کہ بھوانی کے بلا اجازت گھر چھوٹنے پر باپ نے فاقہ کشی کی - چنانچہ بھوانی نے پتا کو سپنے میں درشن دیا - اور اپنا مقام بتایا - ان کے پتا جی وہاں درشن کو چلے - الک صاحبہ کو لباس فقیرانہ میں موجود پایا - جو کہ انہوں نے تارک الدنیا ہونے پر زیب تن کیا تھا - وہاں انہوں نے خورو نوشی کا انتظام کیا - مگر انہوں نے گوشہ نشینی کے سوا کچھ منظور نہ کیا - ناچار واپس آئے -

چشمہ اونتہ شن پر قیام

چشمہ اونتہ شن موضع ننگام میں پہاڑ کی ڈھلوان پر واقع ہے - ان دنوں یہ مقام جنگل سے گھیرا ہوا تھا - چشمہ کا پانی صاف اور شفاف ہے - ہر طرف جنگل ہی جنگل تھا - اسکی قیام سے اس مقام کی رونق دوبالا ہو گئی - پراچین رشیوں کی طرح بھوانی نے تپسیا کی - کھانا پینا تو درکنار - نیند بھی ترک کر دی - کہتے ہیں - کہ ایک کا مدھین گائے ریوڑ میں سے بوقت عین دوپہر نکلتی تھی - اور ان کی کٹیا پر آکر انہیں دودھ دیکر پھر واپس ریوڑ میں چلی جاتی تھی - یہ راز تقریباً ۶ ماہ تک کسیکو آشکارا نہ ہوا - آخر کار کارساز قدرت کے کرشمے نے کیا گل کھلائے - کہ اتفاقاً ایک دن اسی گائے کا مالک پنڈت لعلچند ساکن موضع ننگام دودھ دہنے لگا - تو تھنوں کو دودھ سے خالی

گھیرا

پا کر بھونچکا سا رہگیا - معاً اس نے خیال کیا - کہ یہ چرواہے کی شرارت ہے - چنانچہ دوسرے دن پنڈت لعلچند نے چرواہے سے گائے کی دودھ نہ دینے کی کیفیت بیان کی - گڈریا خود اس راز سے ناآشنا تھا - اپنی لاعلمی ظاہر کی - اگرچہ پنڈت جی کو چرواہے کے جواب سے تشفی نہ ہوئی - لیکن ظاہراً طور چرواہے کے بیان کو درست تسلیم کیا - اور خود اس تاک میں ہوا - کہ دیکھیے - گائے کے تھن دودھ سے کیونکر خالی ہوجاتے ہیں - گائے بوقت مقررہ جنگل کیطرف چپکے سے نکلی - مالک نے تعاقب کیا - گائے اُسی گپھا کے اندر چلی گئی - اور بھوانی کو دودھ دیکر واپس نکلی - لعلچند یہ ماجرا دور سے دیکھتا تھا - جب حقیقت حال اس پر کھل گئی - تو بھوانی کے پاس جاکر تعظیم بجا لائی - بھوانی نے اُسے ہدایت فرمائی - کہ وہ اس راز کو پوشیدہ رکھے - اس واقعہ کے بعد لعلچند ہر روز آپ کے درشن کرنے کو جانے لگا - اور بعد میں سیوا بھی کرنی شروع کی - کچھ عرصہ تک اُسکی شہرت عوام میں پھیل گئی - بہت سے لوگ درشن کو آنے لگے - لعلچند دیوی کا سیوک بن گیا - اور رفتہ رفتہ ان کے پچھلے حالات سے بھی واقفیت حاصل کرلی - لعلچند دیوی سے گھر پر تشریف فرما ہونے کی پرارتھنا کرتا رہا - مگر آپ بالعموم معذوری ظاہر کرتی رہیں - لیکن جب جملہ اہالی منگام بھی اصرار کرنے لگے - تو دیوی جی نے ؎ خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم ؛ انیسؔ ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو - کے مصداق منگام میں قیام کرنا منظور فرمایا - باشندگان منگام بالعموم اور لعلچند بالخصوص اسے اپنی خوش قسمتی تصور کرنے لگا - دیوی جی نے لعلچند کے گھر میں قیام فرمایا - قدرتی طور پر لعلچند کے گھر میں شب و روز دیوالی کا میلہ لگا رہتا تھا - عقیدتمند جوق در جوق دیوی جی کے درشنوں کو آتے تھے - اسیطرح لعلچند اور

اس کے خاندانی جملہ ممبران نے دیوی جی کے ہر پرکار سے سیوا کی۔ اور دُنیا میں نیکنامی اور عقبے میں سرخروئی حاصل کی ؛

شِورانری کا دن

ایک صاحب کے دوران قیام میں جب روز متبرکہ شِورانری آیا۔ تو سوامی جی نے پوچھا۔ تو اسدن کیا کیا ریتی سناتے ہو؟ مفصل جواب ملنے پر ہدایت ہوئی شِوا مچھلی کے اگر سب ریتیاں پالو گے۔ اعتراض نہیں۔ بہر حال انتظام سوامی جی کے ہدایت انکول ہوا۔ مگر بدنصیبی! لعلچند کے اہلیہ نے چُپکے سے کچھ مچھلیاں پہلے ہی سے بناکر کہیں چھُپاکر رکھی تھیں۔ جب بھینٹ چڑھانے کا اوسر آیا۔ گرو جی نے اشیاء ریتی طلب کیں۔ لعلچند کی دہرم پتنی چُپکے سے کمرے میں چلی گئی۔ تاکہ مچھلیاں لاکر ریتی کا پالن کرے۔ لیکن وہاں کیا دیکھتی ہے۔ کہ سب کی سب مچھلیاں زندہ ہو گئیں ہیں۔ اور دیوار پر چڑھنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ یہ اچنبھا دیکھ کر وہ اتنی خوفزدہ ہوئی۔ کہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑی۔ جب یہ کچھ دیر تک پوجا کے کمرے میں نہ آئی۔ تو گھر کے باقی لوگ اسے دیکھنے گئے۔ اس کمرے میں پہنچکر اسے عالم نزع میں اور مچھلیوں کو دیوار پر چڑھتے دیکھ کر حیران و پریشان ہو گئے۔ لعلچند اصلیت بانپ گیا۔ اور عجز و انکساری سے شری بھوانی سے پرارتھنا کی۔ اور معافی مانگی۔ ایک ایشری نے کہا۔ کہ مچھلیوں کو فوراً کسی برتن میں ڈالکر اسیوقت دریائے سندھ میں ڈال آؤ۔ تب تمہاری دہرم پتنی اپنی اصلی حالت پر آئے گی۔ آخر ایسا ہی کیا گیا۔ اور اہلیہ لعلچند بخیر و خوشی اٹھ کر ایک سوامی کے چرنوں پر گر پڑی۔ اور اپنی حماقت تسلیم کر کے معافی مانگی ؛

نالہ سندھ پر آشرم بنانا

کچھ عرصہ کے بعد الک صاحبہ نے لعلچند کے گھر سے نکلکر برکنارہ نالہ سندھ قیام فرمایا - وہاں ایک چھوٹا سا چبوترہ بنوا کر نیم جلی ہوئی شاخ چنار بدست مبارک نصب کیں - جو چند دنوں میں سرسبز ہونے لگی - اور کچھ عرصہ تک ایک چنار کا درخت بن گیا - جو ابھی تک وہاں موجود ہے - اور کافی موٹائی کا بنا ہے - اور نیز نشان سوختہ بھی موجود ہے - اسی چنار کو عارفہ مرحومہ کی ایک شاندار یادگار سمجھا جاتا ہے -

آتش کا ظہور - اتفاقاً کسی روز پنڈت لعلچند کے مکان میں آگ نمودار ہوئی - مکان جل رہا تھا لعلچند کو الک صاحبہ کے مہاتما کا پکا نشچے تھا - فوراً سوامی جی کے چرنوں کا پرنام کر کے سر جھکایا - اور زار زار رونے لگا - اور آگ کا سب حال کہہ سنایا - الک صاحبہ نے تسلی دی - ایک نگاہ آگ پر ڈالی - آتش فرو ہوا - مکان آتش کے نقصان سے محفوظ پایا - وہاں کے لوگ اس معجزہ کو دیکھ کر متحیر ہوئے - اور الک صاحبہ کی استوتی کرنے لگے :-

دوبارہ آگ کا نمودار ہونا :- اس کے بعد پھر ایک دفعہ وہاں آگ نمودار ہوئی - پنڈت صاحب پھر سے آپکی سیوا میں حاضر آ کر منت سماجت کرنے لگے - کہ مجھے زیادہ تر گایوں اور بھیڑوں کے نقصان ہونیکا صدمہ ناقابل برداشت ہے - الک صاحبہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا - کہ مقدر کے سامنے کسیکی تدبیر پیش نہیں چل سکتی ہے - یہ رونا پیٹنا بے سود ہے - سیوک نشچے کا پکا تھا - الک صاحبہ بولے کچھ پرواہ نہ کر - مکان تو جل گیا لیکن

تمہارے چارپا کہیں چرتے ہونگے۔ ذرا باہر جاکر دیکھ کر آنا۔ بعلچند باہر گیا۔ کچھ نہ پایا۔ پھر عرض کی۔ جواب ملا۔ اُن کے نام پکارو۔ آخر ایسا ہی کیا گیا۔ چارپا ایک ایک کرکے آن موجود ہوئے۔ یہ اچنبھا دیکھ کر وہ پھُولے نہ سمایا۔ اور سب لوگ خوش ہوگئے۔ اس مقام پر اُنہوں نے ساڑھے بارہ سال گزارے۔ اس عرصہ میں لوگ اُن کے درشن کو پریم سے جوق درجوق آتے رہتے تھے۔ جو جس غرض سے آتا تھا۔ اپنا منورتھ پاجاتا تھا۔

قیام لار:- جب الک سوامی کی روحانی عظمت اور صوفیانہ شہرت ہر چہار سو پھیل گئی۔ تو ساکنان لار اُن کے درشن کو آنے لگے اور اپنا وقت اُنکی سیوا میں صرف کرنے لگے۔ جملہ اہالی لار وہاں تشریف لیجانے کیلئے پرارتھنا کرتے رہے۔ آخرالامر سوامی جی نے وہاں جانا منظور فرمایا۔ اگرچہ ساکنانِ ننگام کو اُنکی جدائی کا صدمہ پہنچا۔ مگر بنڈتانِ لار اپنی خوش قسمتی کو سراہنے لگے۔ یہاں پنڈت گنگارام کے گھر قیام فرمایا۔ یہ شخص ایک نامی گرامی ایشور بھگت تھا۔ یہاں بھی اُنہوں نے تپسیا کی کہتے ہیں۔ قصبہ لار اُسوقت نہایت خستہ حال اور غیر آباد تھا۔ لوگوں کی حالت بہت ابتر ہوگئی تھی۔ سوامی جی کے قدم رنجی سے یہ حالت دگرگون ہوتی ہوئی یوں بیان کی گئی ہے۔

نظم

غرض جبکہ دیوی نے رکھا قدم ؛ ہوئی سرزمیں وہاں مثل ارم
ہوئے لوگ خورد و کلاں شادشاد ؛ بنی اُجڑی بستی پھر آباد باد

قصبہ لار نالہ سندھ پر واقع ہے۔ یہ نالہ مانسبل سے ہوتے ہوئے اشم کے پاس دریائے جہلم میں ملتا ہے۔ اکثر دیوی بر سطح آب ابنا آسن جماکر بسر کیا کرتی تھیں:

عالم سیر

نظم فارسی:- سیر آب آں جوی شاہی بنام ؛ پے سیر رفتی چو ماہ تمام

قرین ہمان چشمۂ نامدار ؛ کہ نامند مانسبلش آشکار

زپرویں مسند نشیں ماہ نور ؛ بہ نورِ ازل درنگاہ سرور

منور ز رویش جہاں در جہاں ؛ معطر ز بویش گل جاں بجاں

نہ زیب و نہ زینت تنش از لباس ؛ فقیرانہ در بر لباسِ کپاس

عالم تپسیا

ہوا نوش کرتی ہے قوت جاں ؛ نہ وہ ہیچ کھاتی تھی کچھ آب و نان

کبھی رکھتی تھی غار ہا پر قرار ؛ کبھی آب دیتا تھا انکو بہار

کبھی مخمل ان کا بچھا فرش تھا ؛ سنو گاہ ان کا چھپر عرش تھا

کبھی رہتی تھی دھیان کے باب میں ؛ ہوشیاری کا عالم تھا گہ خواب میں

وہ رہتی تھی باہر و اندر گہے ؛ رہے استرو گہ تھی وہ اک شہے

کبھی آشکارا تھی چوں آفتاب ؛ کبھی رہتی پنہاں چو ماہ سحاب

کبھی دیتی تھی درس بید و پران ؛ کبھی کرتی وہ سیر عرش رواں

بہر رنگ رنگش بیک رنگ بود ؛ دو رنگی ز بیرنگیش ننگ بود

لباس

ز رو ریکہ آمد برون از پدر ؛ نہ پوشیدگا ہے لباس دگر

لباسش ہماں ہرچہ بودش بہ تن ؛ بہ آں آب و تاب عیاں بر بدن

یعنی تقریباً ۲۰ سال سے لیکر ۶۹ سال تک وہی ایک لباس کپاس تھا - جو کہ اوقت
ترکِ خانہ زیب تن کیا تھا ۔ اگر آج کل کے سادھو مہاراج کو دیکھیں - تو گوناگون

لباسوں سے مزیّن ہوتے رہتے ہیں۔ باقی عاقبت کی خبر خدا جانے۔

حالانکہ خاندانِ ڈر خاصکر متقدان سرینگیر اور اطراف کے ہر وقت اُن کی سیوا میں کمربستہ رہتے تھے۔ ان کے ضروریات کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ ان کے لئے ہر طرح کے سامان آسائش میسّر تھے۔ باغ لگائے۔ پھلواڑے بنائے۔

س بہر نوع ساماں طرب خاص و عام ؛ عمارات باغات زینت تمام

نہر ہائے سبزہ و آبِ رواں ؛ بہر کس میسّر تھے اندر زماں

یہ ہوتے ہوئے بھی سوامی جی نے فقیرانہ روش اور لباس کو زیبِ تن ہی رکھنا منظور کیا۔

حلقہ اسلام میں شری روپہ بھوانی کی عظمت شاہ صادق قلندر سے ملاقات

اہلِ اسلام میں روپہ بھوانی کی کسقدر عظمت تھی۔ اُسکا اندازہ اسی واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ شاہ صادق قلندر ایک عالم عابد جو اُسی علاقہ میں مقیم تھے۔ مگر وہ اُن کے کمالات سے غیر محرم تھا۔ اسلئے اپنی عبادت پر اترا تا تھا۔ اکثر اُن کے ساتھ بحث و مباحثے ہوئے۔ دفعہ اول۔ بزبانِ کشمیری قلندر بولا:۔ ژرہ ہا کیہ چھوی ناو۔

روپہ بھوانی کا جواب:۔ سُورٹھ تہ مہ زیٹھ۔

ترجمہ:۔ قلندر کہتا ہے۔ ارے ساد ھو شریر تمہارا نام کیا ہے:۔

روپہ بھوانی جواب دیتی ہے:۔ اس محیط کُل کو پکڑ۔ دل کو پھیلا دینے کی کیا ضرورت ہے۔

قلندر یہ سنکر ذرا بیدار ہوا۔ پھر اصرار سے عرض کرنے لگا۔

جواب ملا۔ روپلی۔ روپ

قلندر پھر بولا:۔ روپلی اگر یہ پکھ سون ننگ۔۔

روپہ بھوانی کا جواب :- اے قلندر - اگر تری یو ریکھہ - سون کیا چیز مکنۃ نبک :

ترجمہ :- قلندر نے کہا :- "روپلی" بمعنی چاندی - "سون" بمعنی سونا - یعنی تم چاندی ہو - میرے ہاں رہنے سے سونا بن جاؤ گے - اسکا مطلب ہے - مرید ہو گے -

دوسرا مطلب یہ ہے - کہ اسلام قبول کرو گے - روپہ بھوانی نے فرمایا - اگر تم یہاں آؤ گے - تو سونا کیا چیز ہے - مکتہ - موتی بن جاؤ گے - مکتہ کی دوسرا مطلب یہ ہے نجات پاؤ گے - یہ جواب سنکر قلندر رو رابیدار ہوا - اور بجو اسے خاموشی کے کچھہ جواب نہ دیا -

اکثر دیوی اپنے سند پر بیٹھ کر اسی نالہ سے تا نسیل تک سیر کیا کرتی - کسی روز قلندر کے شاگردوں نے یہ معجزہ دیکھا - اور اس راز سے قلندر کو آگاہ کیا - اس خدائی طاقت ...

. . . .

پر اور اس کے شاگردوں کو بوجہہ غفلت شعاری حسد پیدا ہوا - بہر حال کسی روز الک صاحبہ اُس نالہ کے ڈھلوان پر جہاں پر اُن کا آشرم تھا - بیٹھے تھے - قلندر اور اس کے شاگردوں نے ان کو تکلیف دینے کی سوجھی - شاگردوں سے نالے کا پانی بہا دلوایا - پانی اُن کے نشست گاہ کے قریب پہنچکر تتر بتر ہو گیا - اہلِ مجلس یہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے - الک نعم البدل برائے گوشمالی بیشمار بھڑوں (زنبور) پیدا کر کے روانہ کیں - قلندر اور اُس کے مریدوں کو بُری طرح کاٹنا شروع کیا - اگرچہ قلندر نے اپنی خدائی طاقت کا بہت استعمال کیا - مگر ایک بھی پیش نہ گئی - آخر مجبور ہو کر معہ شاگردوں کے الک صاحبہ کے قدموں پر آکر معافی کا خواستگار ہوا - اور سیوک ہو کر رہنے لگا - بعد میں اُن کے ساتھ ایسا مانوس ہوا اور دونوں نے یہ بات قرار پائی - کہ وہ اپنے اپنے مرشدوں کے دیدار دکھا دیں :

اول قلندر نے دکھایا - اور اُسے کہا - کہ آنکھیں بند کرے - یہاں یوں کہا جاتا ہے - کہ ایک مرد درویش ایک گھوڑے پر برآب جا رہا تھا - قلندر اُسکی لگام پکڑے پیشرو تھا - الک صاحب بولے - بس کرو - تو ابھی بحالت سائیس ہی ہے - چاہیے تو خود سوار بنئے - اب الک صاحب بولے - آنکھیں بند کرو - اُسکا بیان یوں ہے - کہ ایک بڑے دریائے رواں پر ایک عالیشان کشتی بشکل پرندہ جو ملاحوں سے چلائی جا رہی تھی - اُن کے دونوں کناروں دمنوں پر مہر و ماہ بشکل گیس لیمپ کام دیتے تھے - بیچ میں الک صاحب براجمان تھے - قلندر اس نور اور جلال کی تاب نہ لا سکا - بے ہوشی چھا گئی - عرض کی - مہربان بس - اور کچھ کہنے کی جرأت نہ کی - یہ دیکھ کر قلندر اپنی حال پر نادم ہوا - چنانچہ اُنہوں نے الک صاحب کی تعریف میں یہ کہا تھا -

ہوشم بہ نگاہے بردہ جانانہ چنیں باید :: یک جرعہ خرابم کرد پیمانہ چنیں باید
بیرون و درون پیشں شارہ صورت او پیدا :: در حضرت کفرستاں بتخانہ چنیں باید

ظہورِ بھوانی الک ایشری :: کہ ذاتش ز وصف خرد برتری!
پئے بے بہاراں نگاہش بہار :: بہ بے برگئے بے نوا برگ و بار

قلندر ان کی صحبت میں رہ کر بہت کچھ روحانی ترقی کر گئے - اور آخری عمر میں با مجاز فقیر کامل شمار ہونے لگا - جب الک صاحب کا دیہانت ہوا - تو اُسی قلندر نے اُن کی تاریخ وفات حسب ذیل لکھی تھی -

عارفِ ذات آں الک اوتار — قالبِ عنصری خویش شکست
کرد پرواز سوئے عرش عظیم — بادل نیک برحمت پیوست
ہزار و سیصد سیہ عشر و ہفت — کہ آں صاحب نور در نور رفت

رفتہ رفتہ اُنکی غیر معمولی روحانی عظمت کا چرچا دور و نزدیک پھیلنے لگا۔ اُس کی بات بات سے عرفان کے پھول جھڑتے تھے۔ واسکورہ کے ہری بھگت اس کے سیوا میں آتے جاتے تھے۔ اور اُن کی بھی یہی پرارتھنا ہوتی تھی۔ کہ الک سوامی وہاں تشریف لیجائیں۔ بہرحال یہاں پر ۱۲½ سال سے کم وقت نہ گذرا۔ آخر اس جگہ سے واسکوڑہ میں قیام کرنا منظور فرمایا۔

قیام واسکورہ

ایک گاؤں سمبل کے متصل بر کنارہ وِتستا آباد ہے۔ اس کے چاروں طرف پانی کے چشمے یعنی سر ہبت ہیں۔ ایکطرف السبل اپنی شان سے بہہ رہا ہے۔ یہ چشمہ گہرائی میں یکتائے روزگار ہے۔ اسکا پانی صاف و شفاف اور زود ہضم ہے۔ اور دوسری طرف ہلدر پہاڑ ہے۔ الک صاحبہ کے قیام فرمانے سے یہاں کی رونق دوبالا ہوگئی۔

سے
مقدس زمین و منور زماں — کہ نام اُسکا ہے واسکورہ جہاں
زمین و زماں بھی ہوا دلفزا — کہ اُگ آئے نخل و شجر دلربا!
بہرسو لگے آنے صاحبدلاں — برائے حصولِ سخن عارفاں

اس مقام پر اُس کے معتقداں حاصکر خاندانِ ڈر نے مقام رہائیش اور لنگر خانہ تعمیر کرائے۔ اور ان کے ساتھ ساتھ ہی باغ و باغیچہ بھی لگائے۔ ہر خاص و عام کیلئے لنگر خانہ جاری رکھا۔ اور اُن کے سیوا کیلئے نوکر رکھے۔ علاوہ ان کے اس کے بھائی صاحب نے اپنا فرزند بھی سیوا کے نمت رکھ دیا۔

کنواں کھدوانا چونکہ الک صاحبہ کی فیض عام اور روحانی عظمت کی شہرت چاروں اور پھیل چکی تھی۔ ایک دن ایک مسلم پیرزال اپنے جنم کے اندھے لڑکے کو اُن کی بارگاہ میں حاضر لائی۔ اور اس کے روشندیدہ ہونے کیلئے

زار زار رونے لگی۔ اور پرارتھنا کی۔ آخر حکم ہوا۔ کہ اگر یہ لڑکا یہاں پر ایک کنواں بلا مدد غیرے کھود سکے۔ تو یقیناً پانی کے ظاہر ہونے پر آنکھیں نورانی ہو جائینگی۔ یہ سنکر اندھا لڑکا خوشی کے مارے پھولے نہ سمایا۔ کنواں کھودنے کیلئے تیار ہوا۔ الک صاحب نے خود نشاندہی کی۔ ؎

نشاں ایشوری داد ش ار دست خاص ؏ سرے چاہ را دایرہ کرد راست

اندھے نے نشان پاکر کنواں کھودنا شروع کیا۔ چند یوم کے اندر پانی آیا۔ پانی آتے ہی الک صاحب کے چرنوں پر گر پڑا۔ الک صاحب نے منہ پر پانی پھینکا۔ حسب وعدہ آنکھیں نورانی ہو گئیں۔ پھر دونوں ماں بیٹے اُن کی سیوا میں سر تسلیم خم کرنے لگے۔

؎ بہم دیگراں ہر دو مادر پسر ستایش نمودند افگندہ سر

پنڈت بالہ جو در کو علمی علم کی ارزانی
اور عہدہ وزارت کی سرافرازی

الک صاحب کے برادر پنڈت لالہ جو در نے اُن کی سیوا کیلئے علاوہ خدمتگاراں کے اپنا فرزند ارجمند پنڈت بالہ جو در کو مقرر کیا تھا۔ یہ ہونہار لڑکا پریم اور بھگت سے لیل و نہار ان کی سیوا انجام دیتا رہا۔ حتٰے کہ اس کی تعلیم و تربیت کا وقت بیت گیا۔ آخر اُن کے باپ اس کی بے ہنری یاد آئی۔ دلمیں سوچ بچار کرنے لگا۔ آخر یہ ٹھان لی۔ کہ اب خود جاکر الک صاحب سے چھڑانے کی پرارتھنا کیجاوے۔ کیونکہ بلاوجہ لڑکا علم و ہنر سے محروم رکھا جانا خاندان کے لئے بدنما دھبہ رہیگا۔ دوسرے دن وہ بمعہ اپنے چند رفقاء اُن کی سیوا میں بمقام واسکورہ روانہ ہوا۔ یہاں روشن ضمیر مرتاض تاڑ گیا۔ اپنے بھائی وغیرہ کے خورد و نوشی کا انتظام کرایا تھا۔ اور اس کے فرزند کو بھی اُن کے

اُن کے آنے سے آگاہ کیا۔ جب پنڈت صاحب تشریف لائے۔ اور ان کی خدمت میں واجبی تعظیم بجا لائی۔ اور احوال پرسی کے بعد کھانا پینا ہوا۔ پنڈت صاحب نے بڑی انکساری سے باتوں باتوں میں اپنا مطلب بھی ظاہر کیا۔ جواباً الک صاحبہ نے عملی طور پر یہ دُرفشانی کی :۔ نظم :۔

چو بشنید آں صاحب پُر ضمیر ؛ بیاوردہ حاضر برادر پسر را
قلم خواست از شاخ نخل انار ؛ کہ از دست خود کردہ بودش تیار
بدو گفت بنویس برخواں زبیر ؛ کہ تا والدت بیند از تو ہنر
بامرش ہماں نوجواں ارجمند ؛ بہ کاغذ مگر دامن دُر فشاند
چو پُر شد ہماں کاغذ دُرفشاں ؛ ز دُر ریزئے کلک آں نوجواں
بدست پدر داد برخواند پیش ؛ کزاں انجمن شاد شد بیش بیش
پسر را کہ از باغ علم و ہنر ؛ پدر شاد شد دید چوں پر ثمر
ثنائے سری الیشری بہ زبان ؛ رواں شد دراں انجمن ہر زباں

ترجمہ :۔ باخبر ہوتا ہی (الک صاحبہ) نے جب یہ سُنا۔ تو برادر زادہ (بالہ جو در) کو حاضر کیا۔ بدست خود شاخ انار کاٹ کر قلم بنا دیا۔ اور اُسے فرمایا۔ کہ لکھو اور باپ کو پڑھ کر سُناو۔ بحکم اس کے نوجوان بیٹا کاغذ پر لکھ گیا۔ اور باپ کے پیش خدمت کیا۔ باپ اور اہل مجلس بہت خورسند ہوئے۔ اور الک صاحبہ کی بہت اُستتی کی ؛

بالہ جو در کا حکمرانِ کشمیر کی حضور نویس ہونا

جب بالہ جو در کو علم و ہنر کے زیور سے آراستہ پایا۔ تو الک صاحبہ بھائی کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگیں۔ کہ تم اپنے لڑکے کو فوراً یہاں سے لے چلو۔ اور اسکو بہ حضور شہ یان

پہنچا دو - جہاں پر سردار کشمیر سے ملاقی ہو جائیگا - جو کہ اپنے درباریوں سے جدا ہو گیا ہے
القصہ باپ کو مجبوراً اُن کے حکم کی تعمیل کرنی پڑی - گرمی کا موسم تھا - لڑکا شوپیان
پہنچا - تھکاوٹ دور کرنے کی غرض سے درخت کے سایہ میں لیٹ گیا - پربھو کی شان
الک صاحبہ کی کرپا - لڑکے کی خوش نصیبی - نیند سے بیدار ہوتے ہی سردار کشمیر کو
سامنے آتے دیکھا - لڑکا تعظیم کیلئے کھڑا ہوا - سردار نے پوچھا - اے نوجوان کچھ لکھا
پڑھا ہے؟ لڑکے نے جواب دیا - حضور لکھا پڑھا ہوں - سردار نے چھٹی لکھنے کے لئے حکم
دیا - مضمون چھٹی ابھی سردار صاحب کے دل میں غلطان پیچان تھا - نوجوان منشی نے مضمون
اس رنگینی سے تحریر کر کے پیش خدمت کیا - کہ سردار صاحب یہ دیکھ کر انگشت بدندان
رہگیا ہو سہ چو در نامہ دریافت حال ضمیر ؛ بحیرت فرو شد سپہدار میر -
سردار صاحب نے نوجوان سے دریافت کیا - کہ مضمون چھٹی بغیر ظاہر کئے تم کو کسطرح
معلوم ہوا - نوجوان نے عرض کی - کہ خدائی رحمت اور حضور کی مہربانی مضمون کیا
تھا - سردار صاحب کے دلی خیالات کا پورا نقشہ کھینچکر لایا تھا - وہ اس روشن ضمیری
پر ایسا خوش ہوا - اور نوجوان کو دبیری کے لئے فرمایا ؛

بفرمودش اے مرد روشن ضمیر ؛ دبیری حضورم وزیری پذیر
بسر کرده تسلیم بہر سوال ؛ سرش کرده از خلعت بے مثال
برائے مشاہرہ نمودش قرار ؛ پے سال او روپیہ صد ہزار

الغرض اسکو اپنا میر منشی مقرر کیا - اور ایک لاکھ روپیہ بھی سالانہ مقرر فرمایا - اور
شاہی خلعت سے بھی ملبس کیا - اب دونو گھوڑوں پر سوار ہو کر سری نگر روانہ
ہو ئے - یہاں کاروبار سلطنت آپ کے سپرد کر کے خود بحنت بیٹھ گیا ؛

پنڈت صاحب کے عُہدۂ وزیری پر مُمتاز ہونے سے تمام ظلم وستم جو اسوقت رعایا پر عاید تھے - کافور ہو گئے - خاصکر اہل ہنود کو دوبارہ اوننتی کا اوسر ملا۔ گو کہ چند مسلم امیروں اور قاضیوں نے اس ہندو عنصر کیخلاف سردار صاحب کے پاس شکایتیں کیں - مگر سردار صاحب نے جواب دیا - کہ اس زیرک منشی کے لئے تمہارا انکو اس بے سود ہے - اس کے ہاتھ نظام سلطنت ترقی پذیر ہوگی۔ کہتے ہیں - کہ کچھ مدت کے بعد شہنشاہ ہند نے دہلی میں اُسی شخص کو وزیری کے لئے طلب فرمایا - اور وہاں آپ کو اپنا وزیر بنایا - تنخواہ کشمیر سے دوچند کر دی - ہر طرف اس شخص کی انصاف پروری اور قابلیت کی شہرت پھیل گئی - تقریباً عرصہ سات سال تک بہ سرگرمی دہلی میں حضور نویسی کا کام کرتا گیا - اس عرصہ میں اس نیک بخت کو اپنے مرشد (مالک صاحب) کی سیوا میں خط پتر لکھنے کا اوسر نہ ملا۔ نہ خیال آیا - آخر ایک منظوم عریضہ پُر نیاز بزمرۂ کشا لیش باطنی تحریر کرنے لگا - عریضہ کیا تھا - روحانی باتوں کی تصویر بصورت قلم مجسم کھینچ کر لایا تھا - اقتباس عریضہ ذیل بملاحظہ ناظرین درج کیا جاتا ہے :-

خلاصہ چٹھی

عرض حال سرگذشتم بشنوید ؛ لاعلاجم چارہ سازِ من شوید

بودہ ام از غفلت در ایام شباب ؛ روز و شب مشغول فکر و خورد و خواب

ہم زپائے کار غافل ہم زسر ؛ بودہ ام از اصل خبر پُر بے خبر

لیک فیض عام تو شد خاص من ؛ یافتم بار خیالش ورزمن

قدر آن دولت بسے نشناختم ؛ خود بخود در راستی کج یافتم ......

باز او از راہ غفلت تافتم ؛ بنورِ رحمت سراغی یافتم

پی لبوے رہ نہ بردم چند گاہ ؛ بود در ما نارم زمان دیدہ عالم پناہ ......

سگ بیک لقمہ وفاداری کند ؛ ایں سگ از خوردن جفا کاری کند

چوں سگم تا بخوے دامن گیر شد ؛ پس بپاے رفتنم زنجیر شد

از کشاکش ہاے آں سگ مسیدم ؛ صد دلاسا کردہ رفتم تا یک قدم

قلعہ دیدم چو رفتم چند گام ؛ بود در رفعت بسے عالی مقام ......

میشدے ہرگہ سعادت راہبر ؛ برسر آں کوچہ میکردم گزر

برسر آں کوچہ ہستم خاکسار ؛ تا بہ بینم نقش پاے آں نگار ......

دیدہ ام من خود بسے رندان ہند ؛ لیک کمتر از مریدانِ تو اند

داشتم حد ادب چوں در نظر ؛ عرضِ حال خود نمودم مختصر

خلاصہ جواب الک صاحبہ

دل پسند افضلِ حق یار تو باد ؛ در حریم خاص دل یار تو باد

مہربان پیوستہ اہلِ دل بتو ؛ کامِ دل یا دا ہمہ حاصل بتو

گوش کردم جملہ شرح نامہات ؛ خوش بیاں باد از زبانِ خامہ ات ......

ہیچ قدرے نیست از من تا بتو ؛ در میاں گر ہست منزلہا بتو

نور من بنگر بہر جا جلوہ گر ؛ عام در حیوان و خاصہ در بشر ......

در حریم نیست یار خود پرست ؛ وصل ما یابد کسی کز خود برست ......

برست

بے خود آں ہستند والا دستگاہ ❊ شاہ وقت و صاحب تاج و کلاہ

در حقیقت ہر چہ گفتم ای رفیق ❊ یاد داداں بود از شرط طریق

صد دعا یا دا بر احوالت شمول ❊ زانکہ میباشد دعاے او قبول

اسی طرح بہت سے لوگ اپنے اپنے منورتھ اور مرادوں کو بر لائے - ان کے درگاہ سے کوئی سائیل بے مراد نہیں جاتا تھا - اس مقام پر بھی انہوں نے ۱۲ سال گذارے - گویا وہ سکوڑ انکا صدر مقام ہے -

کنوئیں کی تاثیر :- کنواں کیا ہے - گویا شہر کے لوگ کے چشمے کا پانی ہے - اگر امرت جل کہیں تو موزوں ہے - پانی صاف اور ہلکا ہے - ہاضمہ ایسا ہے - اگر کتنا ہی کھا پیکر جائے - پانی کا گھونٹ کافی ہے - یہ پانی گنگا جل کی طرح اگر بند بھی جائے - تو اُسمیں کسی قسم کی بو نہیں آتی اگر ملک میں ہوائے ردی (وبا) پھیل جائے - تو کنوئیں سے پتہ چلتا ہے - یعنی کنوئیں سے چھوٹے کیڑے ظاہر ہوتے ہیں - بصورت دیگر اُس کا پانی مثل امرت جل ہے - لوگ اسکا پانی بحیثیت تبرک اور تحفہ کے دور دراز مقاموں میں لیجاتے ہیں - زیادہ کیا لکھوں - اسکا پانی تمام قسم کے امراض جسمانی کے لئے اکسیر کا تاثیر رکھتا ہے - مصنف

شری الک صاحبہ یہاں سے بعمر ۵۰ برس سری نگر تشریف لے گئیں - اور اپنے باپ کے گھر قیام کیا - اسوقت ان کے پتاجی دیہانت کر چکے تھے - ان کے خویش و اقربا بڑے پریم اور اشتیاق سے ملنے گئے - اور اس ماہ نور کی خدمت میں لیل و نہار صرف کرنے لگے -

۵ ہمہ خانداں بود ہر دم فدا ❊ کہ دیوی کے از نور بخشد ضیا

زن و مرد گشتند شاداں و شاد ❊ کہ آید گلشن ضیا بر مراد

سرینگر شد از سری الیشری ❊ ہری ہمچو اماں گوہ ہری

گھر میں آکر سوائے تپسیا کے اور کچھ کام نہ کیا۔ اور اس آستھان میں بھی ہاری پربت پر کرم کو نہ چھوڑا۔ وہاں جا کر شری عوام کے پوجا پاٹ کرتی رہتی تھی۔ جیسے سری کرشن جی مہاراج پوجا پاٹ۔ دان و دھرم کیا کرتے تھے۔ سنت لوگ۔ ودوان اور برہمن سب درشن کرنے آتے تھے۔ خاندان کے لئے ان کا قیام چودھویں چاند سے کم نہ تھا۔ یہاں پر بھی ۱۲½ سال سے بھی کم نہ گذارے۔ اس کے بعد وسترون کی طرف رُخ کیا :۔

قیام وسترون :- وسترون سری نگر کے شرق میں واقع ہے۔ یہ جنگل زنشاڈیوی کے اُتلے حصے میں آبادی سے دور واقع ہے۔ پھر بھی یہ جنگل جانوروں اور درندوں سے بے خطر نہ تھا۔ اس جنگل کے وسط میں قیام فرمایا۔ کچھ عرصہ مشغول تپسیا رہیں۔ کچھ مدت کے بعد کچھ نیچے اُتر آئیں۔ وہاں پانی کا نام ونشان نہ تھا۔ اپنی قدرت سے ایک چشمہ جاری کیا۔ جو کہ چشمہ صاحبی کے نام سے موسوم چلا آرہا ہے۔ اسوقت وہاں سرکاری باغ بھی آباد ہے۔ اس مقام پر بھی تپسیا کی۔ اب تمام لوگ اطراف سے درشن کو آنے لگے۔ خاندان والوں نے آپ کے واسطے مکان بنوائے۔ لنگر جاری کیا۔ گویا جنگل میں منگل بنا دیا۔

رسید نا برور گہش سر نیاز :: ہمہ ساکنان پہاڑ و دیار
چہ خویش و چہ بیگانہ از ہر طرف :: گرفتند از پائے بوسی شرف

یہاں پر بھی ۱۲½ سال تپسیا کی۔ آخر اپنے معتقداں کی پرارتھنا پر پھر سری نگر میں تشریف لائیں۔ اور پدر خانہ میں قیام فرمایا۔ مگر افسوس سرینگر میں ان کے قیام کے لئے کچھ علیحدہ مکان وجود میں نہ لایا گیا تھا۔ مگر اب سنہ ۱۹۹۲ میں اس کے معتقداں نے ایک بڑا شاندار مندر بمقام دیدہ مر (نوا کدل) باہتمام ٹرسٹ تعمیر ہوا۔ جو کہ سری الک صاحبہ

ٹرسٹ بلڈنگ سے سوسوم چلا آرہا ہے ۔ وہاں پر ہر سال اُنکا جگیہ رچایا جاتا ہے۔
سرینگر میں آخری زندگی کے ۱۲½ سال گذارے ۔ گویا اب اُن کی عمر ۹۶ سال کی ہوئی
انہوں نے اپنے دیہانت کرنے کی ندا دی ۔ یعنی بروز شبھی کرشنہ پکش ششٹہ اب انہوں نے
خویش و اقربا میں یہ اصلیت ظاہر کی ۔ کہ کل یعنی بروز ہفتمی کرشنہ پکش ایک ساد ھو سنیاسی
بجلیس میں ایک پھولوں کا گجرا لیکر آئیگا ۔ اس کیساتھ ملاقات بخلوت ہوگا ۔ اسلئے آج ہی
مکان کی تیاری رکھنی چاہئے ۔ اُن کا کلام حیرت کن معلوم ہوا ۔ مگر حاضرین اصلی مُدعا سے
بے مُدعا ہے ۔ دوسرے دن فی الواقع ایسا ہی ہوا ۔ یعنی بوقت نصف النہار ایک سنیاسی
ہاتھ میں گلدستہ لیکر حاضر ہوا ۔ الک صاحب کے پیش خدمت رکھکر واجبی تعظیم بجالائی ۔
اور خلوت گاہ میں راز پنہاں سے یوں آشکارا کرنے لگا ۔

که شد ختم اوقات اوتار تو ؛ ہوداتیاں شوق دیدار تو
کرم از کرم گر کنی بر خرام ؛ ازیں عاریت گہ بدار الدوام
پذیرت شود گر ہوداتیاں ؛ ور اہر ز دیدار تو نوز جاں
بپندید دیوی پیام نہاں ؛ سیفر نہاں شد بملک نہاں

بعد طول ملاقات سنیاسی اجازت لیکر غائب ہوگیا ۔ اور شری الک صاحب نے تمام
خویش و اقارب اور سیوکوں کو طلب فرمایا ۔ سب کہتر مہتر حاضر خدمت ہوئے
سوامی جی اپنی اوتار کا اختتام دیہانت کا ورنن کرنے لگیں :-

بفرمود فرماں بجلیل عزیز ؛ بفرماں بدار باد گوش تمیز
که اوتار من ختم شد تاکنوں ؛ ازیں دار ششدار برایم بروں
دہم چار گوہر بار بع گہر ؛ ز پنجم رسانم به پنجم شر

ازیں موج وز بہر سماتم کنار ❊ باوج ششم بر نمایم قرار

چو شد رفتنی زیں سرائے سپنج ❊ ندار یاد از بہر من ہیچ رنج

چو شد مرشدم بر شما ورزمن ❊ مر گدایانہ تحبیر و تکفن بمن

نمائندہ شایستہ تر در جہاں ❊ کہ ماند ز شایستگی نام شاں

نصایح: دگر چند پندے کردوں آشکار ❊ تمہارے لئے ہونگے شل ہار

حسب ذیل نصایح بزبان مبارک فرماتے ہیں:۔ ترکِ شراب کرنا۔ موروثی وراثت کا فروخت نہ کرنا۔ اپنی عورت کی موجودگی میں دوسری شادی نہ کرنی۔ اپنے خاندان سے لڑکا دوسرے خاندان میں متبنیٰ نہ دینا۔ بھیڑ بکری کی قربانی نہ کرنی۔ کسی غیر سے منتر جنتر نہ لینا۔ سالانہ نیاز دینا۔ بجائے پوہ اماوس کے پھاگن کرشنہ پکھ ہفتمی کو ماش کی کھچڑی کی بل دینا۔ دوسرے خاندان سے لڑکا متبنیٰ نہ بنانا۔

ان نصائح کے بعد اپنے بھائی پنڈت پربا کر جی کو بلایا۔ اور گنج پنہاں سے سرافراز فرمایا اور تسلی دی۔ پنڈت بالہ جو دیش پیش سرافراز ہو چکا تھا۔ وہ اسوقت پایۂ تخت دہلی میں میر منشی تھا۔ اسطرح سب خورد و کلاں کو درجہ بدرجہ تسلی دی۔ اور نصائح کیں۔ کرشنہ پکھ ماگھ ہفتمی ۱۸۹۶ کو دیہانت کرکے پرم دھام کو سدھاریں۔ ناظرین خود اندازہ لگائیں۔ کہ یہ وقت اس خاندان کے لئے کیا دیگر بھگتوں کا نازک مرحلہ سے گزرنیکا تھا۔ ان پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ گویا رات کے بارہ ۱۲ بجے ہی چودھویں چاند کالے بادلوں میں چھپ گئی۔ ہر طرف گھپ اندھیرا چھا گیا۔ خاندان ماتمکدہ بن گیا۔ ہر شخص سے پریم کے آنسو بہنے لگے۔ یہاں بان کا وغیرہ کا انتظام ہونے لگا۔ اور رسم داہ کریا شروع ہونے لگی۔ آن کے آن میں چند کس شرارت پسند مسلمانوں نے

عام کو اکسایا۔ کہ خدا دوست مُسلم خاتون تھی۔ دفن کرنے کا انتظام کرو۔ چنانچہ سردار کشمیر کو جو اُسوقت حکمران مغل کیطرف سے قایم مقام تھا خبر کر دی۔ اس نے امداد کے لئے فوج بھیجدی۔ انہوں نے مکان کا محاصرہ کیا۔ اب خاندان کو اور بھی پریشانی ہوئی۔ اور ہر کوئی افسوس کے آنسو بہانے لگے۔ اس کے بھائی پر باکر پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اور گہرے سوچ میں پڑ گیا۔ کہ اگر انکا جسم مبارک مسلمانوں نے دفن کیا۔ تو یہ لعنت کا پرچم ہمارے سر تا قیامت لہرائیگا۔ مگر بوجہ بیکسی و بے بسی سب خاموش۔ آخر پنڈت پر باکر کو ان کے شرن میں آنے کی سوجھ گئی۔ بعد عجز و انکسار روتے ہوئے یوں تونا کرنے لگا:

بزبان کشمیری: بار جھان چھکنا نقدہ پایہ چھیک - دلک ہوش چھک ملکوک سمایہ چھیک

شعر: غفلت کی ظلمت کیلئے تو ماہ تاباں ہے میری - اس خنک دل کیواسطے مہر درخشاں ہے مری

تو اس دار فانی سے جاتی ہے اب ؛ بقا میں وطن تو بناتی ہے اب

مجھے مت یہاں ایسے افسردہ رکھ! ؛ بھلا اس جہاں میں مجھے پردہ رکھ

کشمیری: ینوی گوڑھ نہ ناپاک مسلم ستریر ؛ شنوی گوڑھ نچانوی پوترشریر

اردو: خجالت وہ ہے سخت میرے لئے ؛ بہت سارے مسلم یہاں آگئے

انہوں نے قطاریں جو باندھی یہاں ؛ کروں کیا میں ماتا میں جاؤں کہاں

وہ کرتے ہیں سارے یہاں انتظار ؛ کہ اس غرض سے سن تو اے نامدار

کہ کب دیوی جائیگی اصلی وطن ؛ کریں گے ہم ان کو بیکدم دفن

شری الک صاحبہ کا پھر زندہ ہو کر جواب دینا

سُننا جبکہ دیوی نے یہ آرزو ؛ کیا آنکھیں وا کر کے اے نیک خو

کوئی کب میری نعش کو چھو سکے ؛ دل و جان سے گرچہ کوشش کرے

تو اپنے ارادے پہ رہ مستقل ؛ کہ قدرت کریگی ترا شاد دل

حکم سن کے آئے وہاں خادماں ؛ ہوئے ایشری کے سبھی مدح خواں

الک صاحبہ نے یہ گوہر فشانی کرکے تمام لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ تم لوگ یہاں بیہودہ کیوں وقت ضایع کرتے ہو۔ جاؤ۔ اپنے اپنے کام میں مشغول ہو۔ اور اپنے عزیزوں سے کہا۔ کہ فوراً ابھی مٹھائی اور روٹیاں ان بھائیوں میں تقسیم کرکے رخصت کرو۔ انہوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ لوگ یہ دیکھ کر نادم ہوکے فوراً منتشر ہوئے۔ لوگوں کے منتشر ہونے کی دیر تھی۔ کہ چاروں اور سے بادل چھا گئے۔ اور ایسی برفباری شروع ہوئی۔ لوگوں کا آمد و رفت تو درکنار۔ پرندوں کو گھونسلوں سے سرکنا دوبھر ہوگیا۔ درخت زیر و زبر ہوگئے۔ الک صاحبہ پھر انتردھیان ہوئے۔ دوبارہ رسم داہ کریا کی تیاری کیگئی۔ ذیشان بمان بنایا گیا۔ پھولوں اور ریشمی کپڑوں سے سجایا گیا۔ سونا چاندی بیحد و بسیار نثار ہوا۔ بید پڑھتے پڑھتے شمشان بھومی تک بمان بمشکل پہنچایا۔ وہاں چادر اٹھائی۔ تو بجز تختہ و کفن اور چند پھول کے کچھ نہ پایا۔ یہ دیکھ کر سب کو آشچرج ہوا۔ اور یہ عظمت دیکھ کر سب شادان و خندان ہوئے اور الک صاحبہ کی استوتی اور سوکرتی کرنے لگے۔

(نوٹ) جب سرکاری فوج واپس گئی۔ تو سردار کشمیر نے اُن جھوٹے افواہ پھیلانے والوں کو مجرم قرار دیا۔ بولو شری الک صاحبہ کی جے۔ اوم شانتی۔

پنڈت بالہ کو دہلی میں درشن دینا

سری الک صاحبہ نے اگرچہ ظاہری طور دیہانت کیا۔ مگر وہ زندہ جاوید

مانی جاتی ہے۔ جس ذی حیات نرناری کو اسی جنم میں گیان پراپت ہو۔ تو وہ زندہ جاوید ہے۔ الک صاحبہ نے بعد دیہانت کے بھی بہت سے بھگتوں کو پرتھکش درشن دئے۔ اسوقت پنڈت بالہ جو در جو بطور حضور نویسی دہلی میں کام کرتے تھے۔ الک صاحبہ نے اسے درشن شبض ورشن سے کرتارتھ کیا۔ اور کہا۔

میں اب چھوڑتی ہوں یہ شہر عیاں ؛ وطن اب بناتی ہوں ملک نہاں

دلِ خود بجا لاؤ خورسند ہو ؛ بپابندئے خود تو پابند ہو

بصورت اگر تجھ سے ہوں میں جدا ؛ حقیقت میں تیری ہوں میں رہنما

بہر دم رہو میرے تلقین پر ؛ کھلیگا یہ باغ خزاں سر بسر

الک صاحبہ یہ کہکر ادرشٹ ہوئی ؛

گوالے کو درشن:۔ ایک گوالہ جو منگام سے ہر روز الک صاحبہ کیلئے دودھ لایا کرتا تھا۔ وہ انکے انتر دھیان ہونے سے بے خبر تھا حسب معمول دودھ لیکر آرہا تھا۔ کہ ناگاہ سدھ پرش سے ملاقات دی۔ اور دودھ پیکر اسے اصلی راز سے واقف کیا۔ گوالہ پریم کا متوالہ اُن کی جدائی برداشت نہ کرکے چرنوں پر سر رکھا۔ اور رونے لگا۔ بھوانی الک سچی پریم سے اور بھی خوش ہوئی۔ اور سچی راہ دکھاکر رہا کیا ؛

دوسرے بھگت کو درشن:۔ ایک ہندو بھگت جو بہت مدت کے بعد لداخ سے سرینگر آرہا تھا۔ سوپور پہنچکر الک صاحبہ کے درشن کی تپش بڑھنی گئی۔ مال و اسباب سوپور رکھ کر پیدل بطرف سرینگر روانہ ہوا۔ الک صاحبہ آپکا سچا پریم دیکھ کر سمبل میں بمقام سند کیشور جی اسے درشن دی۔ وہ تعظیم بجا لایا۔ آپسمیں بہت کچھ بات چیت ہوئی۔ یہ شخص بھی ان کے انتر دھیان سے غیر محرم تھا۔ وہ بجائے سرا سیما سرینگر روانہ ہوا۔ مگر خوش نصیب۔ اسے پرتھکش درشن ملی۔ سرینگر پہونچکر اسکو سب حال معلوم ہوا بہت اشچرج مانا۔ اور اپنے کو سراہنے لگا۔ خاندان دَر گوان کے اُس شوبہ درشن سے مطلع کیا۔

نمونہ کلام :- انکی روحانی کریا۔ اور نتیجہ عمل عوام کی فہم فراست سے بالاتر ہے۔ ان کا کلام

رندانہ ہے۔ بلکہ گیان سے پورن ہے۔ کئی زبانوں میں آشکارا ہے۔ (۱) سنسکرت -

ओं सहस्र सर्वत्रव्यापी सहृत विचार्यं बहुबल संवाद
एक त्वं स्वयम्भुः परमाकारी अन्तर्मस्थे हृष्टे निर्वाहस
तली परमागत।

کشمیری ، سنسکرت :- کریا کرے سروہ روگا ہرے۔ گیانی ژال فرے۔ تان تان وسرے۔

سمادی دہ سُمرے۔ سوی اگنہ وتراکھنڈ نگین کرے۔ اگن پرجالے۔ گیتا پڑھے۔ پرے چنیے کیال ہو جی

گوپال جی ناٹ کرے۔ گوپی سہائے ؛

اردو ملاوٹ :- سنتوکھ سماودھ ایکاسن میں لگایا۔ پریم کا در ڈھ کیا۔ والہ واشی الکھ یاں کا جوت سروپ

کیا کروں۔ بیرے سے تا نیترے سو کھشم روپ دکھایا۔ تمرے اگیا سے تمرے چرن ہردے میں لیا یا۔ اپنی

گھر آیا۔ آپ سوامی جو کچھ میں تھا۔ سو اب نا ہیں۔ یہ بدھ آیا ہمت گرو کی بڑھائی۔ جس گرو نے ویا ست

فارسی :- گر صبور دوری از ہجر مثال۔ لیک در سعی ہمی دارد وصال + در حریم نیست بار خود پرست۔ وصل ما باید کسی خود پرست +

خود فروشی باب این بازار نیست۔ خود فروشاں را دریں جا بار نیست + دیکھو اسکی چھٹی بنام جالہ گر

پرار تھنا

ازل کے نور سے پیدا ہوئی وہ شارکا دیوی ؛ ہوئی ظاہر عناصر میں جگت اسبا ہتشں روپی

کریا کرا اے الکھ سوامی کہ میں ناچیز ہوں عنفر ؛ گیا جھگڑا ہی جھگڑوں کا بنا دل سیر روشن تر

جھگڑ کیا ہی پکڑ دھکڑ زن و فرزند و مال و فر ؛ کہ ہر صورت عناصر کی بشکل ہو نث و نارگر

ہوئی پورن اچھا میری کرپا سے شری الکھ سوامی ؛ ہوا رنج و الم کافور کر وشنکر الکھ دلبر

بولو شری الکھ ایشور شاہ نند صاحب کی جے ۔